نقطہء نظر

منیر سامی

"مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے"

اگر آپ کا دل مضبوط ہے تو آگے کی سطور پڑھیں۔ ان سطور کے سیاق وسباق کو جاننے کے لیئے تاریخ کے کچھ اوراق پلٹنے پڑیں گے۔ شاید آپ نے پڑھا یا سنا ہو کہ جدید انسانی تاریخ کا بھیانک ترین دور گزشتہ صدی کا وہ زمانہ تھا جب نازی جرمنی میں یہودی قیدیوں کو تنوروں میں بھونا جاتا تھا، تنگ و تارک کوٹھریوں میں بھر کر زہریلی گیس سے ہلاک کیا جاتا تھا، اور بار ہا قیدیوں کو قطار اندر قطار خود ان کے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کے سامنے گولیوں سے ہلاک کر کے ان کے عزیزوں کو رونے کی مہلت دیئے بغیر ہی مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ہلاک شدگان کو اجتماعی قبروں میں دھکیل کر ان پر چونا ڈال کر مٹی میں دبا دیں۔

اب سے کچھ دہائی قبل جنوبی امریکہ کے کئی ممالک میں سینکڑوں شہریوں کے غائب ہو جانے کی خبریں آتی تھیں، پھر جنگلوں، کھیتوں اور کھلیانوں میں بڑی بڑی قبروں میں ان کی ہڈیوں کے ڈھانچے ملتے تھے۔ ان کو مارنے اور دفن کرنے والے لوگ یہ کام رات کی تاریکی میں کرتے تھے تاکہ اس بدکرداری کے مرتکب مجرموں کی شناخت نہ ہو سکے۔ جب جنوبی امریکی ممالک میں آمریت شکست کھانے لگی اور جمہوریت کے کچھ امکان روشن ہوئے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو غائب کرنے والے اور انہیں اجتماعی قبروں میں دھکیلنے والے دراصل وہاں کے آمروں کے وفادار اہلکار تھے۔ اور اب یوں بھی ہوا ہے کہ بعض سابق آمر گرفتار ہیں اور مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں۔

ابھی بہت عرصہ نہیں گزرا کہ بوسنیا میں بھی مذہبی اور نسلی اختلافات کی بنیاد پر شدید کشت وخون ہوا اور وہاں بھی لوگوں کے غائب ہونے اور ان کی اجتماعی قبریں دریافت ہونے کی خبریں آتی تھیں۔ وہاں اور جنوبی امریکہ میں آج بھی سینکڑوں مائیں اپنے جگر گوشوں کی تلاش میں ایک سرکاری دفتر سے دوسرے سرکاری دفتر تک ماری ماری پھرتی ہیں۔

انسان تاریخ سے سبق سیکھتا ہے۔ ہمارے وطن عزیز پاکستان میں ظالموں نے یہ سبق سیکھا کہ قتل وغارت کا کام رات کی تاریکی میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں برسرِ عام کیا جائے۔ قتل وغارت گری کرنے والوں نے یہ سبق بھی سیکھا کہ قتل و دہشت گری کا بازار گرم کرنے کے بعد اپنی شناخت چھپائی نہ جائے بلکہ اس کا کھلے بندوں اعلان کیا جائے، اور اگر ان ظالموں میں سے کوئی گرفتار بھی ہو تو مظلوموں کے ورثا کی آنکھوں کے سامنے اسے ہار پھول پہنائے جائیں، اور اس کے حمایتی اس کی واہ واہ کریں۔ اس واہ واہ کے وڈیو بنائے جائیں اور ساری دنیا میں بصد افتخار دکھائے جائیں۔ ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی سیکھا کہ اب اجتماعی قبریں رات کی تاریکی میں نہیں کھودی جائیں بلکہ مقتولوں کے ورثا کو ان کی تدفین کا اسلامی موقع دیا جائے اور ان قبروں کی تصاویر بھی خبر رسانی کے ہر ہر وسیلہ پر دکھائی جائیں۔

اگر آپ گزشتہ کئی سالوں اور اب تک کی خبروں پر غور کریں تو آپ کو پاکستان میں احمدیوں، شیعوں، بلوچیوں، اور مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والوں کی کثرت سے ہلاکت اور ان کی اجتماعی تدفین کی تصاویر آپ کو نظر آتی ہوں گی۔ ابھی چند ہفتہ قبل ہی آپ نے بلوچستان میں ایک میڈیکل کالج کی طالبات کی ہلاکت کی خبر ضرور پڑھی ہوگی، اور پھر پاکستان کی ایک معروف مذہبی تنظیم کا اس کی ذمہ داری تسلیم کرنے کا اعلان بھی آپ نے سنا ہوگا۔ نہ صرف ان طالبات کی ذمہ داری ایک شدت پرست سنی جماعت نے قبول کی ہے بلکہ دیگر فرقوں اور مسلکوں سے تعلق رکھنے والوں کی ہلاکت کی ذمہ داری بھی کسی نہ کسی شدت پرست مذہبی تنظیم نے قبول کی ہے۔

کیا آپ نے ان خبروں کے ساتھ ان لوگوں کی گرفتاری کی خبریں بھی پڑھی سنی ہیں جنہوں نے ببانگِ دہل یہ ذمہ داریاں قبول کی ہیں؟ ہمیں یقین ہے کہ آپ نے یہ خبر نہیں سنی ہوگی، کیونکہ ایسی گرفتاریاں ہوتی ہی نہیں ہیں۔ اگر ہوتی بھی ہیں تو ملزمان کو ہار پھول پہنا کر قومی ہیرو بنا دیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض ملزمان کو ان کے یا ان کی جماعتوں کے اعترافِ جرم کے باوجود ثبوت نہ ہونے کی بنا پر ضمانتوں پر یا باعزت بری کر دیا جاتا ہے، اور وہ فوراً ہی کسی دوسرے اجتماعی قتل کے بعد اس کی ذمہ داری قبول کرتے نظر آتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ہزارہ شیعہ شہریوں کے بڑے اجتماعی قتل کے بعد ان کے ورثا کئی دن تک ان کی لاشیں سڑکوں پر رکھ کر احتجاج کرتے رہے تھے۔ اس سے زیادہ غم انگیز منظر پاکستان کے شہریوں نے شاید پہلے کبھی نہ دیکھا ہو۔ لیکن بار بار کی سوگواری اور اجتماعی تدفین نے شاید اب مظلوم شیعہ ہزارہ لوگوں کو اتنا تھکا دیا ہے کہ وہ ابھی تازہ ترین اجتماعی ہلاکت کے بعد احتجاج بھی نہیں کر سکے بلکہ فوراً ہی اپنے محبوبوں کی تدفین پر مجبور ہو گئے۔

وہ اور پاکستان کے دوسر مظلوم شہری کریں بھی تو کیا کریں۔ پاکستان کی سپریم کورٹ نے گزشتہ فروری میں چند ہفتوں کی سماعت کے بعد پاکستان کی وفاقی حکومت کو موردِ الزام ٹھہرا کر شاید معاملہ کو

داخلِ دفتر کر دیا تھا۔ پاکستان کی وفاقی حکومت یا اس کے اہل کاروں نے سپریم کے احکامات پر عمل نہ کرنے، یا ان احکامات پر سست روی سے عمل درآمد میں تاخیر کے آسان حربے اختیار کر رکھے ہیں۔ تقریباً ہر ہفتہ ہی بڑے بڑے افسران کی کھیپ سپریم کورٹ کے سامنے حاضر ہوتی ہے، توہینِ عدالت کی دھمکیاں سنتی ہے، اور پھر عدالت کے احاطے سے نکلنے کے بعد اپنی سابقہ عادتیں برقرار رکھتی ہے۔

ہم نے تو گزشتہ پانچ سالوں میں سپریم کورٹ کے فیصلوں پر دیانت داری اور حق پرستی کے ساتھ عمل ہوتے نہیں دیکھا۔ سپریم کورٹ کہتی ہے کہ آئین کے مطابق وفاق اور صوبوں کے سارے اہلکار اعلیٰ عدالتوں کے احکامات ہر عمل درآمد کرانے کے پابند ہیں۔ لیکن ہم نے نہیں دیکھا کہ اعلیٰ عدالتی احکامات پر ویسا ہی عمل درآمد ہوا جیسا کہ انصاف کا تقاضا ہے۔

ہم نے اپنی تحریر کی ابتدا اجتماعی قبروں اور فرقہ وارانہ ہلاکتوں اور ہزارہ شیعہ اور مظلوم طالبات کے قتل سے کی تھی۔ ان جرائم کا بعض گروہوں نے کھلے بندوں اعتراف بھی کیا تھا۔ ہم نے نہیں سنا کہ کسی بھی عدالت نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو یہ حکم دیا ہوا کہ وہ اعتراف و اعلانِ جرم کرنے والوں کو گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کرے اور انہیں ان کے اعترافِ جرم کی بنیاد پر سزائیں دی جائیں۔

نواز شریف اور عمران خان، پیپلز پارٹی کی نااہلی اور اس کے رہنماؤں کی مبینہ بدکرداری کی وجہ سے انتخابات میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان سے توقع ہے کہ وہ پاکستان کے مظلوم شہریوں کو کچھ اور دیں نہ دیں کم از کم جلد انصاف تو دے سکتے ہیں۔ لیکن بعض مبصرین کی نظر میں ان سے فرقہ وارانہ اور مذہبی تشدد کے نتیجہ میں ہونے والی ہلاکتوں کو رکوانے کی توقع عبث ہے، کیوں کہ عام قیاس یہ ہے کہ یہ بعض مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والی جماعتوں کی یا تو حمایت کرتے ہیں یا سرپرستی۔ طالبان کے معاملے میں عمران خان اور نواز شریف کا نرم دلانہ رویہ ہر ایک کے سامنے ہے۔ طالبان سے ہمدردی رکھنے کے باوجود طالبان نے عمران خان کی جماعت کے لوگوں کو بھی ہلاک کرنا شروع کر دیا ہے۔ پنجاب ابھی اس قتل و غارت گری سے محفوظ ہے اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پنجاب میں مسلم لیگ مذہبی اور خصوصاً سنّی مذہبی جماعتوں کی یا تو سرپرستی کرتی ہے یا ان کے جرائم سے نظریں چراتی ہے۔

پاکستان کے ہر حکمراں اور سیاسی جماعت کو یہ جان رکھنا چاہیئے کہ وہاں کئی مذہبی مسلکوں کے لوگ بڑی تعداد میں رہتے ہیں، اور کسی بھی ایک فرقہ کی نسل کشی سے پاکستان پاک نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ قتل و غارت کی یہ آگ رفتہ رفتہ ہر فرقہ تک پہنچتی جائے گی، اور وہ پاکستان جسے عوام جنت نظیر اور جنت نشان کہتے ہیں جہنم رسید ہو جائے گا۔

جو عدالتیں اور جو حکومتیں مخلوق کے مکمل مٹ جانے تک انصاف رسانی کو ٹالتی رہتی ہیں، یا تو ان کا نام و نشان باقی نہیں رہتا، یا پھر ان کا نام نازی جرمنی، جنوبی امریکہ، اور بوسنیا کی طرح تاریخ کے سیاہ ابواب میں لکھا جاتا ہے۔